بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دعوتِ حق

(سلسلہ اشاعت ۱، ۲، ۹، ۴۲، ۴۳)

امّت میں اس وقت متعدد فرقے پائے جاتے ہیں۔ ہر فرقہ "کُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ" کے بمصداق اپنے عقائد اور اعمال کو حق سمجھتا ہے اور ان پر پوری طرح سے مطمئن اور مگن ہے۔ عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ہر فرقہ دوسرے فرقے سے کافی حد تک مختلف ہے لیکن عقائد اور اعمال کے اس عظیم الشان اختلاف کے باوجود ان تمام فرقوں میں کچھ قدریں مشترک ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے اور یہی وہ قدریں ہیں جن پر تمام فرقوں کو جمع ہونے کی دعوت بآسانی دی جا سکتی ہے۔

سلسلہ اشاعت ۱

اللہ تبارک وتعالےٰ نے قدرِ مشترک رکھنے والوں کو اسی اصول پہ مجتمع و متّحد ہونے کی دعوت دی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا:-

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَیۡـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۝ (آلِ عمران-۶۴)

(اے رسول، ان سے) کہیے: اے اہلِ کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے، (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ (آپس میں) ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہ بنائیں، پھر اگر یہ (اس دعوت سے) منہ

موڑیں تو (اے مسلمین ان سے) کہہ دو (کہ اے
اہل کتاب) تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں (ہم
ان اصولوں کو مانتے بھی ہیں اور ان پر کاربند
بھی ہیں)۔

مذکورہ بالا دعوت کا لُبّ لباب یہ ہے کہ اللہ پرستی اختیار کرو، شخصیت پرستی چھوڑ دو اور یہ حقیقت ہے کہ فرقہ بندی کی ابتدا اللہ پرستی چھوڑنے نبی کی تعلیمات سے منہ موڑنے اور شخصیت پرستی اختیار کرنے سے ہوتی ہے۔ کسی شخص سے عقیدت جب غُلو کی حد تک پہنچ جائے یعنی جب اس کے قول اور فعل کو حق بلکہ معیارِ حق سمجھ لیا جائے تو پھر یہ عقیدت شخصیت پرستی کے مترادف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی ممانعت اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا آیت میں فرمائی ہے۔ آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے یعنی جب کسی شخص کو عقیدت و احترام کا اتنا بلند مقام دیا جائے کہ اس کی بات کو حتمی و قطعی سمجھا جائے تو یہ گویا اس کو ربّ بنانا ہے اور یہ فعل ایک قسم کا شرک ہے۔ دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالےٰ کو ہے اور یہ چیز توحید کے مسلمہ اصولوں میں سے ایک اصول ہے اور اس کا ماننا شرطِ ایمان ہے۔

ہم امت کے تمام فرقوں کو اس اصولِ توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے تمام احکامِ شرعیہ قرآن اور حدیث کے اندر محفوظ و مکمل ہیں اور قرآن اور حدیث تقریباً تمام فرقوں میں مشترک ہیں لہٰذا تمام فرقوں کو ہماری دعوت یہ ہے کہ وہ ان مشترک قدروں پر جمع ہو جائیں۔ تمام فرقہ بندیوں کو ختم کر کے ایک مرکز پر آجائیں۔ صرف اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کو تسلیم کریں۔

صرف قرآن اور حدیث پر عمل کریں۔ تمام فرقہ وارانہ امتیازی ناموں کو ختم کرکے اپنے کو صرف مسلم کہیں۔ تمام فرقہ وارانہ مذاہب کو یکسر مٹادیں اور صرف دینِ اسلام کو اپنا دین مانیں۔ فرقہ وارانہ مذاہب کو باقی رکھنا گویا کئی اسلام بنانا ہے حالانکہ اسلام صرف ایک ہے۔ آییئے صرف ایک اسلام کو مانیں جو قرآن و حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ (رواه الحاكم فی کتاب العلم۔ المستدرک جزء اول ص۹۳ وسندہ حسن۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۶۶)۔

اے لوگو، میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے : اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنت۔

جب کتاب اللہ اور سنّت رسول ہی کو مضبوطی سے پکڑنے سے گمراہی سے بچا جا سکتا ہے تو آیئے کتاب اللہ اور سنّت نبوی کو مضبوطی سے پکڑلیں اور سب ایک ہوجائیں۔ صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کو حجّت مانیں، قرآن مجید اور حدیث نبوی پر عمل کریں، قرآن مجید اور حدیث نبوی پر عمل کرنے کی دعوت دیں، قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کی اشاعت کریں، قرآن مجید اور حدیث نبوی کی عملی اور علمی طور پر حفاظت کریں، قرآن مجید اور حدیث نبوی کے خلاف کسی کی بات نہ مانیں۔

اوپر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ کسی شخص کو عقیدت اور احترام کا اتنا بلند مقام

دینا کہ اس کی بات کو قطعی اور واجب التعمیل سمجھا جائے اس کو رب بنانا ہے۔
اب ہم اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں :۔

اہل کتاب اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنانا چاہیئے، رب صرف اللہ تعالےٰ ہے، اُس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ ان کے اسی اقرار کو بنیاد بنا کر اللہ تعالےٰ نے ان سے فرمایا کہ ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو مسلمین میں اور تم میں مشترک ہے یعنی جس کو مسلمین بھی تسلیم کرتے ہیں اور تم بھی تسلیم کرتے ہو۔ اہل کتاب کا اس اصول کو تسلیم کرنا صرف ان کی زبانوں پر تھا، عملاً وہ اس پر کاربند نہیں تھے بلکہ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنا رب بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ	اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے پیروں
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ	کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے
ابْنَ مَرْيَمَ (التوبۃ ـ ۳۱)	اور مسیح ابن مریم کو بھی (رب بنا رکھا ہے)۔

بالکل یہی حال اس امت کے فرقوں کا ہے، وہ بھی زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو اپنا رب نہیں بنانا چاہیئے یعنی کسی شخص کی رائے اور قیاس کو شریعت کا درجہ نہیں دینا چاہیئے، واجب التعمیل اور شرعی قانون صرف اللہ تعالےٰ کا حکم اور اس کا مقرر کردہ ضابطہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے، لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود اہل کتاب کی طرح وہ بھی عملاً اس اصول پر کاربند نہیں ہیں اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔ اگر وہ عملاً بھی اس اصول کو تسلیم کرتے اور صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر عمل پیرا ہوتے اور کسی شخص

کی رائے اور اجتہاد کو دین میں داخل نہ کرتے تو آج یہ تمام فرقہ بندیاں نہ پائی جاتیں۔ کسی اصول کو محض زبان سے تسلیم کرنا اور عملاً اس سے روگردانی کرنا حقیقت پسندی کے خلاف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اصولاً جس ذات یا شخصیت کو وہ آخری سند قرار نہیں دیتے، کس طرح عمل کی دنیا میں اُسی کو آخری سند قرار دیدیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ عقیدت کے جذبہ سے سرشار ہوکر دل میں ایک قسم کا انقباض محسوس کرتے ہیں گویا عقیدت کا یہ جذبہ انہیں اس شخصیت سے جس سے ان کو عقیدت ہوتی ہے بالاتر ہوکر سوچنے اور سمجھنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ وہ عقیدت میں اتنا کھو جاتے ہیں کہ بالاترین ہستی کے فرمان کو عملاً نظر انداز کردیتے ہیں۔ غرض یہ کہ اہلِ کتاب کی طرح اصول تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس اصول سے انحراف کرتے ہیں اور جس شخصیت پرستی کا وہ اصولاً انکار کرتے ہیں اُسی شخصیت پرستی کو عملاً اختیار کرتے ہیں۔ قول اور فعل کا یہ تضاد اور عقیدت میں اتنا غلو کیا ایمان کے منافی نہیں ہے؟

قارئین کرام، سوچیئے کیا یہ صورت مستحسن ہے۔ آپ فرمائیں گے ہرگز نہیں تو پھر آیئے ہم سب مل کر اپنے قول و فعل میں اتحاد پیدا کریں اور جس اصول کو ہم رسماً محض زبان سے تسلیم کرتے ہیں اس کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کریں اور اپنے عمل کو اس اصول کا تابع بنائیں۔ کسی شخص کی رائے، قیاس، فتوے اور اجتہاد کو آخری سند قرار نہ دیں بلکہ ہمیشہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کو آخری سند قرار دیں، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ

پر براہِ راست عمل کریں ۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی حجت شرعیہ ہیں ، قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ قانون ہے ، قرآن مجید اور حدیث نبوی ہی اللہ مالک الملک کا نازل کردہ ضابطۂ حیات ہے، قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ہی عمل کرنے میں نجات ہے اور بس ۔

اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام نے اہل کتاب کو ایسی قدروں کی طرف دعوت دی جو مسلمین اور اہل کتاب میں مشترک تھیں، یعنی (۱) اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں (۲) اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی قسم کا ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور (۳) ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں ۔

اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اہل کتاب کے زبانی اقرار کے اعتبار سے تو یہ قدریں مشترک تھیں لیکن عملی اعتبار سے یہ قدریں مشترک نہیں تھیں۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب بنا رکھا تھا اور عملاً وہ شخصیت پرستی کا شکار ہو گئے تھے ۔ ان کا زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں سمجھا گیا ۔ ان کو دعوت دی گئی کہ وہ عملاً بھی اس اصول کو تسلیم کریں اور مسلمین کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں ۔

اب ہم اس شخصیت پرستی کی قباحت پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ سورۂ توبہ کی جو آیت صـــ۷۹ پر درج کی گئی ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (التوبۃ ـ ۳۱)

(اہل کتاب نے علماء اور مشائخ کو رب بنالیا تھا) حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اِلٰہ کی عبادت کریں، اُس (ایک)

اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب علماء اور مشائخ کی عبادت کرتے تھے حالانکہ انہیں صرف ایک اللہ کا عبادت کا حکم تھا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عالم یا درویش کو رب بنانا گویا اسکی عبادت کرنا ہے۔ اہلِ کتاب کو صرف ایک اِلٰہ کی عبادت کا حکم تھا لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ علماء اور پیروں کو رب بنا کر عملاً کئی الٰہ بنا لئے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ عمل شرک تھا اسی لئے اللہ تعالےٰ نے آگے فرمایا :۔

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اللہ ان کے شرک سے جو یہ کر رہے ہیں

(التوبہ۔ ۳۱) پاک و منزہ ہے۔

پوری آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ اہلِ کتاب نے علماء اور مشائخ کو رب بنایا یعنی ان کی عبادت کی، ان کو الٰہ بنا لیا اور اس طرح عملی طور پر شرک کیا، اللہ تعالےٰ ان کے اس شرک سے پاک و منزہ ہے۔

قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ اہل کتاب عقیدۃً مشرک نہیں تھے۔ زبان سے بھی عقیدۂ توحید کا اقرار کرتے تھے اور کسی شخص کو رب بنانا جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مشرک تھے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان کا عمل اس عقیدۂ توحید کے منافی تھا، وہ کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کے منافی عقیدہ رکھنا یا زبان سے اقرار کرنا ہی شرک نہیں بلکہ توحید کے منافی عمل کرنا بھی شرک

ہے۔ الغرض شخصیت پرستی شرک ہے اور ایسا ہی شرک ہے جیسا کہ (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا بیٹا بنانا، کیونکہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ نے دونوں کو یکجا ذکر فرمایا ہے۔

شخصیت پرستی اختلاف وافتراق کی اصل ہے۔ اسی سے فرقہ بندی کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی سے فرقہ بندی کی حفاظت ہوتی ہے۔ یہی ضد اور ہٹ دھرمی کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے حق کا انکار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ۔
(البقرۃ - ۲۵۳)

اگر اللہ چاہتا تو ان (نبیوں کے انتقال) کے بعد لوگ کھلے دلائل آجانے کے بعد کبھی نہ لڑتے لیکن انہوں نے (کھلے دلائل کی موجودگی میں) اختلاف کیا پھر ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے (حق کا) انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا قانون مشیت ہی یہی ہے کہ جو لوگ شخصیت پرستی اور ضد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیں ان کا ایمان لانا ناممکن ہے۔ ان کا ایمان نہ لانا شخصیت پرستی، ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ غور کیجئے کیا یہی حال آجکل موجودہ فرقوں کا نہیں ہے۔ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور حدیث نبوی کے کھلے دلائل آنے کے بعد محض بزرگوں کی شخصیت کو بہانہ بنا کر غلط عقیدہ اور غلط عمل پر قائم نہیں رہتے۔ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور صحیح حدیث کے کھلے دلائل کو توڑ مروڑ کر اپنے موروثی

مذہب کے مطابق نہیں بنلتے ۔ کیا یہ مؤمن کی شان ہے کہ اپنے آبائی طریقہ پر قرآن مجید اور حدیث نبوی کو قربان کر دے ۔ کھلے دلائل کی عدم موجودگی میں بھی اختلاف بری چیز ہے لیکن کھلے دلائل کی موجودگی میں اختلاف پر قائم رہنا اس سے بھی زیادہ بری چیز ہے ۔ یہ تو حق کا انکار ہے اور یہ صریح کفر ہے ۔ شخصیت پرستی اور اللہ تعالےٰ کے دین میں مختلف بزرگوں کے اقوال وآراء کو شامل کرنا کیا شرک فی الدین نہیں ہے ؟ یقیناً ہے تو پھر سوچیئے کہ ان اقوال و آراء کو قرآن مجید اور حدیث نبوی پر ترجیح دینا کتنا بڑا شرک اور کفر ہوگا ۔ العیاذ باللہ !

اگر آبائی مذہب حق ہے تو پھر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کس فرقہ یا فرد کا آبائی مذہب حق ہے ۔ ظاہر ہے کہ سب فرقہ وارانہ یا آبائی مذاہب تو حق نہیں ہو سکتے ۔ حق تو ایک ہی ہو سکتا ہے ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان مذاہب میں عقائد اور اعمال کا زبردست اختلاف ہو ، حلال اور حرام کا فرق ہو پھر بھی وہ سب حق ہوں ۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی بے شک حق ہے اور یہی معیارِ حق ہے ۔ اس معیار پر تمام فرقہ وارانہ مذاہب اور علماء اور مشائخ کے فتوؤں اور ان کے کردار کو پرکھنا چاہیئے ۔ اگر وہ اس معیار کے مطابق ہیں تو حق ہیں ورنہ باطل ۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ لوگوں نے علماء اور بزرگوں کے اقوال وافعال کو معیار بنا لیا اور قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کو ان پر پرکھنے لگے ۔ اگر قرآن مجید کی آیت یا کسی حدیثِ صحیح کا مفہوم ان کے کسی بزرگ کے قول وفعل کے خلاف ہو اتو آیت یا حدیث کو مسترد کر دیا ۔ کیا یہ الٹی گنگا بہانے کے مترادف نہیں ہے ؟ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ کا دین اپنی اصل حالت پر قائم رہ سکتا ہے ؟ کیا اس طرح اختلاف وافتراق مٹ سکتا ہے ؟ کیا اس

طرح فرقہ بندی کو ختم کیا جا سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرا سا بھی اللہ تعالےٰ کا خوف ہے اور جو ذرا سی بھی عقل سلیم رکھتا ہے وہ اس طرز عمل کے بُطلان پر اللہ تعالےٰ کی قسم کھا سکتا ہے۔ بزرگوں کے قول وفعل کو معیار بنانے سے اختلاف ختم نہیں ہو گا بلکہ اور بڑھتا چلا جائے گا۔ جتنے بزرگ، اُتنے ہی معیار اور جتنے معیار، اتنے ہی مذاہب لوگوں کو کیا ہو گیا کہ جو چیز باعثِ اختلاف و افتراق ہے اسی کو معیار بنا بیٹھے، تو ایسی صورت میں اختلاف و افتراق کیسے ختم ہو گا اور امت کس طرح متحد و متفق ہو گی ؟

اللہ تعالےٰ نے تو اس اختلاف و افتراق کی جڑ کو ختم کرنے کے لئے فرمایا تھا :-

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الاعراف - ۳)	(اے لوگو) جو (شریعت) تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اُسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ دلیوں کی پیروی نہ کرو، (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اس آیت نے معاملہ کو بالکل صاف کر دیا۔ آیت کی رُو سے پیروی صرف اس چیز کی کرنی ہے جو منزل من اللہ ہو۔ منزل من اللہ قرآن مجید اور حدیث نبوی ہے اور بس، لہٰذا صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ علماء اور ائمہ کے اقوال و افعال، موروثی اور آبائی مذہب اور تمام فرقہ وارانہ مسالک و مذاہب یقیناً منزل من اللہ نہیں ہیں لہٰذا آیت مذکورہ کی رو سے ان کی پیروی منع ہے۔ سوچیئے کیا ایمان کی یہی شان

ہے کہ جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالےٰ نے فرض کیا تھا اس کی پیروی تو کرتے نہیں اور جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالےٰ نے ممنوع قرار دیا تھا اس کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں، اس کو سینے سے لگا رکھا ہے اور نتیجۃً فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کیا یہ فرقہ بندی آپ کو پسند ہے؟ یقیناً آپ کو پسند نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو اللہ تعالےٰ کا عذاب ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○

(الانعام – ٦٥)

(اے رسول) کہدیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجدے، یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیجدے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) دیکھیئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرقہ بندی کو اپنا عذاب فرمایا تو کیا آپ کو اس عذاب میں رہنا پسند ہے؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا آپ پر غضب ہو اور وہ اپنا عذاب آپ پر بھیجتا رہے یا اپنے عذاب میں آپ کو مبتلا رکھے۔ یقیناً یہ چیز آپ پسند نہیں کریں گے۔ اگر واقعی آپ اس چیز کو پسند نہیں کرتے تو فرقہ بندی ختم کیجئے۔

فرقہ بندی بغیر اختلاف کے وجود میں نہیں آتی لہذا ثابت ہوا کہ اختلاف

ہی عذاب کی اصل وجہ ہے ، اختلاف ہی عذاب کا باعث ہے۔ اس سلسلہ میں کسی نے ایک جملہ " اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ "، (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔ عوام نے غیر شعوری طور پر اسے حدیث سمجھ لیا اور اس طرح افسوس ہے کہ جو چیز موجب عذاب تھی اس کو رحمت سمجھ لیا اور اس طرح فرقہ بندی کے لئے جواز پیدا کرلیا۔ اب فرقہ بندی ختم ہو تو کیسے؟ کیا اب بھی آپ کو ہوش نہیں آئے گا کہ اس عذابِ الٰہی سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

(ھود - ۱۱۸ و ۱۱۹)

اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک جماعت بنا دیتا لیکن آپ کے رب نے ایسا نہیں چاہا تو اب یہ ہوگا کہ) لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو جائے (بس وہی اختلاف سے بچ جائے گا) اور اس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر رحم و کرم کرے لیکن لوگ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحم و کرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں تو اے رسول، اس طرح) آپ کے ربّ کی وہ بات پوری ہو کر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنّات اور انسانوں سے بھر دیگا۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ :۔

(۱) اللہ تعالےٰ سب کو ایک جماعت دیکھنا پسند کرتا ہے لیکن اس کی مشیت یہی ہے کہ وہ زبردستی ایسا نہیں کرتا کہ سب کو ایک کردے،

(۲) لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے،

(۳) اختلاف سے صرف وہ لوگ بچ جائیں گے جن پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہوگی،

(۴) اللہ تعالےٰ نے سب کو اپنی رحمت سے نوازنے کے لئے پیدا کیا ہے لیکن وہ خود اپنے کو اس کا مستحق نہ بناکر دوزخ میں جلنے کا سامان کرتے ہیں،

(۵) اختلاف کرنے والوں سے اللہ تعالےٰ دوزخ کو بھر دے گا۔

الغرض اختلاف موجب رحمت نہیں، موجب عذاب ہے اور نہ صرف دنیا میں موجب عذاب ہے بلکہ آخرت میں بھی موجب عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب العلم)

اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ کو یمن روانہ کیا تو ان سے فرمایا تھا:-

تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ما یکرہ من التنازع وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب فی الامر بالتیسیر)

اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اگر اختلاف رحمت ہوتا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف سے کیوں منع کرتے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اتفاق جو اس کی ضد ہے وہ کیا ہوگا۔ کیا اتفاق اللہ تعالےٰ کا عذاب ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ بالبداہت باطل ہے۔ الغرض اختلاف کی وجہ سے فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اور جب تک فرقہ بندی ختم نہ ہو فلاح و کامرانی کی امید لایعنی ہے۔

اٹھیئے اور فرقہ بندی ختم کرنے کے لئے جدوجہد کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ۔	جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں تم ضرور ان کے قدم بقدم چلو گے حتّٰی کہ اگر وہ کسی ضب کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے (یعنی تم بھی ضب کے بل میں داخل ہو جاؤ گے)۔

صحابہ نے پوچھا :-

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟	اے اللہ کے رسول، (کیا اگلے لوگوں سے مراد) یہود و نصارٰی ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

فَمَنْ؟	تو (اور) کون (ہوسکتا ہے)؟

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب

والسنۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لتتبعن سنن من کان قبلکم ۹/۱۲۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ امّت یہود ونصارٰی کے قدم بقدم چلے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اَلَا اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ	خبردار ہوجاؤ اہل کتاب میں سے جو لوگ
اَھْلِ الْکِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰی	تم سے پہلے ہوئے ہیں وہ ۷۲ فرقوں میں
ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَاِنَّ	تقسیم ہوگئے تھے اور یہ ملت ۷۳ فرقوں
هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی	میں تقسیم ہوجائے گی ۔ ۷۲ فرقے دوزخ
ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ ، ثِنْتَانِ	میں (جائینگے) اور ایک جنت میں (جائیگا)
وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدٌ	اور وہ جماعت ہوگی ۔
فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ ۔	

(ابوداؤد کتاب السنۃ باب شرح السنۃ
۲/۲۸۳ وسندہ صحیح ۔ التعلیقات للالبانی
علی المشکوٰۃ ۱/۶۱) ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امّت کے بھی فرقے ہوجائیں گے جس طرح اہلِ کتاب کے فرقے ہوئے تھے یعنی افتراق کے معاملہ میں بھی یہ امت یہود ونصارٰی کے نقشِ قدم پر چلے گی ۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اہلِ کتاب کس طرح اور کن حالات میں فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (لم يكن الذين كفروا - ۴)

اہلِ کتاب فرقوں میں منقسم نہیں ہوئے مگر اس وقت جبکہ ان کے پاس کھلی دلیل آچکی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (آل عمران - ۱۹)

اہلِ کتاب نے اختلاف نہیں کیا مگر اس حالت میں کہ ان کے پاس علم آچکا تھا (پھر محض) آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے)۔

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب کھلی دلیل کی موجودگی میں محض ضد کی وجہ سے اختلاف پر اڑے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کئی فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ اگر وہ کھلی دلیل مل جانے کے بعد اختلاف کو ختم کر دیتے تو فرقے وجود میں نہ آتے۔ یہی حال اس امّت کا بھی ہوا۔ انہوں نے بھی اہلِ کتاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محض ضد و ہٹ دھرمی کی بناء پر حق کو قبول نہیں کیا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کی کھلی دلیل مل جانے کے بعد بھی اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ نتیجہ وہی ہوا جو اہلِ کتاب کا ہوا تھا یعنی یہ بھی انہی کی طرح فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ مختلف فرقوں کا وجود اس پر کھلی شہادت ہے۔ ان فرقوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان میں سے کسی فرقے یا فرقے کے کسی فرد کے پاس قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اُسے قبول نہیں کرتا اور اپنے فرقہ وارانہ مذہب پر قائم رہتا ہے۔ ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ سب فرقے ایک ہو جائیں۔ اس کی اگر کوئی صورت ہے تو بس ایک اور وہ یہ کہ فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں اور اس جنتی طائفہ کے ساتھ شامل ہو جائیں جس

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جماعت" کہا تھا۔ یہ جماعت کن لوگوں کی ہوگی اس کی بھی وضاحت حدیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِمَامَهُمْ — جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ ؟ — اگر نہ مسلمین کی جماعت ہو اور نہ امام (تو کیا کروں)؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا — ایسی صورت میں (بھی) تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن ۹/۶۵ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ ۲/۱۳۵)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنتی طائفہ جماعت المسلمین ہوگی باقی سب فرقے ہوں گے، ان پر جماعت المسلمین کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ وہ جماعت المسلمین کہلاتے ہوں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے حتیٰ کہ اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو بھی فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو فرقہ بندی کو لعنت سمجھتے ہوئے بھی ان فرقوں سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ درحقیقت قول و فعل کا تضاد ہے۔ زبان سے تو انہیں اقرار ہے کہ فرقہ بندی ضلالت ہے اور

اس اصول میں وہ ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ کیونکہ یہ اصول ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے لہٰذا اسی مشترک اصول پر ہم ان کو عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اصول پر عملاً بھی کاربند ہو جائیں اور تمام فرقوں سے علیحدہ ہو کر جماعت المسلمین اور ان کے امام سے وابستہ ہو جائیں۔ فرقوں میں رہتے ہوئے نہ اصلاح ہو سکتی ہے، نہ اتفاق ہو سکتا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کھلی دلیل کو مان بھی لیا تو آخر تمام کھلی دلیلوں کو ماننے کے لئے عمرے باید۔ مزید برآں کسی مسئلہ میں کسی کھلی دلیل کو مان لینے سے فرقہ بندی ختم نہیں ہوگی۔ فرقہ بندی کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ان فرقوں کے وجود کو ختم کر دیا جائے، از سر نو اسلام کی طرف رجوع کیا جائے، براہ راست قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا اتباع کیا جائے، اس طرح نہ اختلاف رہے گا اور نہ فرقے رہیں گے۔

فرقہ بندی کی حیثیت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ، كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (الروم - ۳۱ و ۳۲)	مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ (یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ بندی کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ جب کسی شخص کے پاس جو کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن مجید یا حدیث نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اپنے مذہب کو مانتا ہے، اپنے امام،

پیر یا بزرگ کے قول و فعل کو تو حجت سمجھتا ہے اور قرآن مجید یا حدیثِ نبوی کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ کیا یہ کفر کی علامت نہیں؟ اپنے مذہب کی باتوں یا اپنے امام یا اپنے پیر کی باتوں کو دین میں داخل کرنا کیا یہ شرک فی الدین نہیں؟ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر ہر فرقہ کے افراد اس شرک میں ملوث نظر آتے ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○ (الانعام ـ ۱۵۹)

(اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے ان سے آپ کو کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر وہی (قیامت کے دن) انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اہلِ کتاب کی طرح فرقے بنانے سے منع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ (آل عمران ـ ۱۰۵)

(اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے۔ ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ـ ۱۰۳)

اور (اے ایمان والو) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بار بار تاکید کی تھی کہ فرقے نہ بنانا لیکن اہلِ کتاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس امت میں بھی وہی ہوا جو اہلِ کتاب میں ہوا تھا۔

مختلف فرقے بن گئے اور ہر فرقہ اپنے کو حق پر سمجھتا ہے۔

اہل قرآن، اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، خارجی، شیعہ، نقشبندی سہروردی وغیرہ نام کا کوئی فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بس ایک جماعت تھی اور وہ جماعت المسلمین تھی۔ اس زمانہ میں بس صرف ایک جماعت المسلمین کا وجود تھا اور اس کے علاوہ کسی فرقے کا وجود نہیں تھا۔ ایک موقعہ پر عیدگاہ میں حاضری کے سلسلہ میں آپؐ نے ان خواتین کے متعلق جو اذیت ماہانہ میں ہونے کی وجہ سے نماز میں شریک نہ ہو سکیں فرمایا تھا:۔

فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلی جزو ۲ صفحہ ۲۸)۔

جو عورتیں اذیت ماہانہ میں ہوں وہ بھی جماعت المسلمین اور ان کی دعاؤں میں شریک رہیں البتہ نماز پڑھنے کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایمان والوں کی جماعت کا نام جماعت المسلمین تھا اور اسی نام کی جماعت سے چمٹے رہنے کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جیسا کہ صفحہ ۹۲ پر گذر چکا ہے۔

آخر میں ہم پھر قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ آیئے، ایک مرکز پر جمع ہو جایئے تمام فرقوں کو ختم کر دیجیئے، آپ کا کوئی نام نہ ہو سوائے مسلم کے، آپ کی کوئی جماعت نہ ہو سوائے جماعت المسلمین کے، آپ کا کوئی امام نہ ہو سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو اللہ تعالےٰ نے امام بنا کر بھیجا ہے، جن کی اطاعت

اور اتباع کو فرض کیا ہے، جن کی اطاعت و اتباع کو ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے امام کی موجودگی میں اپنے بنائے ہوئے اماموں کو مرکز دین سمجھنا کونسی عقلمندی ہے، کیا ایمان کی یہی شان ہے؟

اٹھیئے، تمام فرقہ وارانہ مذاہب و مسالک کو ختم کیجئے۔ آپ کا کوئی دین نہ ہو سوائے اسلام کے، کوئی چیز ماخذ قانون نہ ہو سوائے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے، کوئی چیز سند نہ ہو سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے۔

اٹھیئے، مذہب پرستی، وطن پرستی، قوم پرستی، زبان پرستی، شخصیت پرستی، فرقہ پرستی، صوبہ پرستی، عصبیت پرستی کے بتوں کو توڑ کر پھینک دیجئے۔ اللہ پرستی کا جذبہ پیدا کیجئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کیجئے۔

جماعت المسلمین کا کسی فرقہ سے تعلق نہیں جماعت المسلمین کی دعوت اسلام کی دعوت ہے، اس دین کی دعوت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ آیئے اور جماعت المسلمین میں شامل ہو کر دینِ اسلام کی خدمت کیجئے۔

مسعود احمد، امیر جماعت المسلمین